جلد ۶ | ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۵۴

مدینۃ المسیح

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پٹیالوی جو کئی ماہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں رہکر - رخصت ختم ہو جانے کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں -

مفنوسنے اس روز پہت جلسے کی دعوت فرمائی اور ... قصبہ سے باہر تک وداع کرنے کیلئے تشریف لیگئے

یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کی بجائے صدر انجمن احمدیہ کے ممبر جناب ذوالفقار علی خانصاحب رامپوری مقرر ہوئے ہیں - خدا تعالے آپ کو یہ اعزاز مبارک کرے

اخبار احمدیہ

لاہور کے جلسہ اہلحدیث میں احمدی مناظر

اتوار مورخہ ۵ جنوری کو انجمن اہلحدیث

لاہور کی طرف سے ایک اشتہار بدیں مضمون شائع ہوا کہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں حیات عیسیٰ پر لیکچر دیں گے اور بعد میں معترضین کو ایک گھنٹہ کے لئے - سوال و جواب کا موقعہ دیا جائیگا - ہمیں اشتہار پڑھ کر بہت خوشی ہوئی - اور ہم معہ جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی جلسہ گاہ میں پہنچ گئے - مولوی ابراہیم صاحب نے تمام وقت بائیبل پر ہی تنقید کرنے میں ضائع کر دیا - اور قرآن شریف اور احادیث شریف کو چھوا بھی نہیں - پبلک حیران تھی کہ آیا مولوی ابراہیم صاحب بائیبل کے کلام اللہ ہونے کی تردید فرما رہے ہیں - یا قرآن شریف سے حیات عیسیٰ ثابت کر رہے ہیں - غرض مولوی صاحب کی مذبوحی حرکات قابل دید تھیں - کبھی تو کسی شاعر کا شعر پڑھ دیتے کبھی ہوائی جہاز کی طرف توجہ دلاتے - کبھی یہ کہتے کہ جناب مرزا صاحب بھی آیت ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر کے معنی یہی کر گئے ہیں - کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اس لیے حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں - کبھی تو ایسے

رام پور کی مثال دیتے۔ کبھی جہلا کو خوش کرنے کے لئے " وما ادراک کیلیا لوالی سٹرلٹ " کہہ کر ہنسلتے - اور اصل مقصد سے دور لیجانا چاہتے - مگر ان فضول باتوں سے حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت ہوناتو درکنار الٹی آپ کی پوری پوری علمی پردہ دری ہوگئی - اور آپ کی کم مائیگی اور بیچارگی قابل دید تھی - اس کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل اُٹھے اور للکار کر کہا کہ کیا یہی حضرت عیسیٰ کی زندگی کے ثبوت تھے - جن پر آپ کو ناز تھا - اگر کچھ طاقت تھی تو قرآن شریف سے ثابت کرتے - میں حیران ہوا کہ آپ نے سارا وقت بائیبل کی سیر کرنے میں کیوں ضائع کر دیا - لو میں حضرت عیسیٰ کی وفات قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں - اور آپنے دو آیات یا عیسیٰ انی متوفیک تا آخر اور فلما توفیتنی - پڑھیں - اور ان کی تشریح کرنے کے بعد کہا کہ مولوی صاحب اس کی تردید کرکے تو دکھائیں مگر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ان آیات کو چھوا تک بھی نہ اور نہ ان کا جواب دیا - ہاں جواب دیا تو یہ دیا کہ میں محدث ہوں - میں منطقی ہوں - میں فلسفہ داں ہوں میں عالم ہوں میں فاضل ہوں - وغیرہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا جواب ہے - اپنے منہ میاں مٹھو بالغرض مولوی ابراہیم صاحب قرآن شریف کی آیت "یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلون" کی پوری تفسیر تھے -

خاکسار قدرت اللہ احمدی کوچہ چابک سواراں لاہور

نروبی (افریقہ) میں قیام انجمن احمدیہ

ملک احمد حسین صاحب نروبی سے لکھتے ہیں کہ یہاں پر انجمن احمدیہ باقاعدہ قائم ہوگئی ہے - اور ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ تمام احباب حضرت مسیح موعود کی کتب سے اچھی طرح واقفیت حاصل کریں ہفتہ وار مسائل مختلفہ پر لیکچر ہوتے ہیں - چندہ اور تبلیغ کا بھی باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے -

بغداد میں تبلیغ

بغداد میں ہمارے بہت سے احباب مختلف محکموں میں کام کر رہے ہیں - اور اپنی اپنی جگہ علاوہ فرائض منصبی کی انجام دہی کے تبلیغ بھی کرتے رہتے ہیں - چنانچہ سید فتح علی شاہ صاحب لکھتے ہیں - کہ میں یہاں آمد مسیح موعود کا مژدہ لوگوں کو سناتا رہتا ہوں - ایک شخص نے کہا تم ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے - میں نے کہا کہ تم نے ایک سچے رسول کو جھوٹا کہا اور اس کے دعوے کی تکذیب کی - اور اس کو کافر ٹھہرایا - ہم اس کے تمام دعاوی کو مانتے ہیں - پھر ہم تمہارے پیچھے کیسے نماز پڑھ سکتے ہیں - اس نے کہا میں فتویٰ لا دیتا ہوں - کہ تم مسلمان ہو - میں نے جواب دیا جب تم ہمیں مسلمان سمجھتے ہو - تو پھر حضرت مسیح موعود کی جماعت میں کیوں داخل نہیں ہو جاتے - اس پر خاموش ہوگیا -

بمبئی میں احمدی خاتون کا دائرۂ تبلیغ

جناب حکیم خلیل احمد صاحب تج بمبئی کے مردوں میں تبلیغ حق کر رہے ہیں - اور آپ کی اہلیہ صاحبہ جو خدا کے فضل سے انگریزی اور بنگالی زبانیں بھی بقدر ضرورت جانتی ہیں - عورتوں میں تبلیغ کرتی ہیں - چنانچہ خاتون موصوفہ نے ایک یورپین لیڈی کو اور دو ہر ششہ قوم کی تعلیمیافتہ خواتین کو جو مکان پر آتی تھیں تبلیغ کی اور انگریزی کتب متعلقہ سلسلہ ان کے ہاتھ فروخت کیں اسی طرح اور بھی مستورات کو تبلیغ کرتی رہتی ہیں - احباب حکیم صاحب کی اہلیہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں - کیونکہ وہ کچھ بیمار رہیں ہیں -

ایک رویا -

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور لکھتے ہیں - کہ کل رات کو حضرت مسیح موعود اور حضور عالی کی زیارت نصیب ہوئی - والحمد للہ علیٰ ذالک دیکھا کہ ایک اونچا سٹیج ہے - اس پر حضرت مسیح موعود تشریف فرما ہیں - اور ایک طرف مولوی محمد علی کھڑا ہے اور خاکسار راقم حضور کا ادنیٰ خادم ثبوت مسیح موعود پر نہایت مدلل تقریر کر رہا ہے جس پر حضرت ممدوح بہت ہی خوش ہو رہے ہیں آج رات کو دیکھا کہ میں قرآن کریم پڑھ رہا ہوں - کسی کو کہتا ہوں - کہ آؤ میں تمہیں قرآن سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تعریف دکھاؤں - پھر میں نے سورہ سبا کے قریب کا کوئی مقام ہے اس سے دکھایا اور وہاں قریباً یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے الذین یخالفون الذین لھم ثناء من اللہ لا یھتدون قریباً یہی الفاظ تھے جن کا مطلب مجھے یہ سمجھایا گیا کہ الذین یخالفون کے مصداق مولوی محمد علی اور اس کے دوسرے رفقاء ہیں - جو غیر مبایعین ہیں - اور الذین لھم ثناء من اللہ کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی معہ خاندان نبوت واصحاب واحباب ہیں - اور لا یھتدون سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ مولوی محمد علی معہ اپنے دیگر رفقاء کے حضرت خلیفہ ثانی کے مقابلہ میں کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے - اور نہ ہی آپکی مخالفت میں انہیں ہدایت نصیب ہوگی پھر میں یہ بھی کہتا ہوں - کہ اس عبارت میں لفظ ثناء محمود کے الہامی نام کی طرف اشارہ کرتا ہے

راقم محتاج دعا غلام رسول راجیکی از لاہور

ولادت

چودھری محمد علی صاحب پٹواری ساکن چونڈا کے ہاں لڑکا متولد ہوا - اللہ تعالیٰ مبارک کرے

درخواست دعا

بابو محمد رشید صاحب فیروزپور سے اپنی پھوپی صاحبہ کی صحت کے لئے تمام احمدی برادران سے درخواست دعا کرتے ہیں -

نماز جنازہ

میاں محمد یامین صاحب ولد میاں سبحان بخش صاحب ساکن بجوپورہ ضلع سہارنپور کا انتقال ہوگیا ہے - انا للہ وانا الیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل
قادیان دارالامان ۱۸۔جنوری ۱۹۱۹ء

کفارے کا لاینحل مسئلہ

موجودہ عیسائی مذہب کے بنیادی مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ کفارے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ جہاں اس مسئلہ پر عیسائیت کا اس قدر دارومدار ہے وہاں یہ ایسا پیچیدہ اور لاینحل ہے۔ کہ۔ اور تو اور اس پر ایمان لانے والے خود بھی اس کے سمجھنے سے عاری نظر آتے ہیں۔ چہ جائیکہ دوسروں کو سمجھا سکیں

عیسائی صاحبان کا عقیدہ ہے۔ کہ چونکہ آدم و حوا نے گناہ کیا تھا۔ اور وہ بہشت سے نکالے گئے تھے۔ اس لئے ان کے گناہ کا بیج تمام انسانوں میں چلا آتا ہے۔ اور تمام بنی آدم گنہگار ہیں۔ اس لئے خدا کے عدل کا تقاضہ ہے کہ انسانوں کو اس گناہ کی سزا دے۔ جو انہیں آدم و حوا سے ورثہ میں پہنچا ہے۔ لیکن اس کا رحم چاہتا ہے۔ کہ انسان سزا سے بچ جائیں۔ اس لئے اس نے عدل اور رحم دونوں کو برقرار رکھنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ کہ اپنے اکلوتے بیٹے (یسوع) کو جو بالکل بے گناہ اور پاک تھا بنی آدم کے گناہوں کے بدلے سزا پانے کے لئے بھیجا جس کی یہودیوں نے سخت مخالفت کی۔ حتیٰ کہ صلیب پر چڑھا کر جان سے مار ڈالا۔ اس طرح خدا کا بیٹا جو بشکل انسان تھا مر کر تین چار روز جہنم میں رہا اور پھر مردوں سے جی اٹھا۔ اور اب آسمان پر خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے۔ یہ موت کی تکلیف اور جہنم کا دکھ اس نے صرف بنی آدم کے واسطے برداشت کیا۔ تاکہ اس کے گناہوں کو دور کرے اب وہ انسان جو اس بات پر ایمان لائیگا۔ کہ خدا کا اکلوتا بیٹا یسوع مسیح میرے گناہوں کے لئے قربان ہو گیا۔ اس کے تمام گناہ ڈھانپے جائیں گے۔ وہ نہ تو اس موروثی گناہ کی سزا پائیگا جو آدم و حوا کی اولاد ہونے کی وجہ سے اسے ورثہ میں پہنچا۔ اور نہ اُن ذاتی گناہوں کی جو اس سے سرزد ہونگے۔ یہ ہے کفارہ اور اس کی حقیقت جو عیسائی صاحبان بیان کرتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اس کے متعلق کچھ لکھیں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ موروثی گناہ جو عیسائی صاحبان کے نزدیک بنی آدم کو آدم اور حوا کی اولاد ہونے کی وجہ سے ورثہ میں پہنچا۔ اس کی سزا آدم اور حوا کو کیا دی گئی تھی۔ پیدائش باب ۳ میں آدم اور حوا کے گناہ کی یہ سزا تجویز کی گئی ہے۔ کہ

"خداوند خدا نے" اس عورت (حوا) سے کہا۔ کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنیگی۔ اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا۔ اور وہ تجھ پر حکومت کریگا۔ اور آدم سے کہا اس واسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا۔ جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا کہ اس سے مت کھانا۔ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائیگی۔ اور تو کھیت کی نبات کھائیگا۔ تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائیگا۔ جب تک کہ زمین میں پھر نہ جائے۔ کہ تو اس سے نکالا گیا ہے کہ تو خاک ہے۔ اور پھر خاک میں جائیگا۔"
آیت ۱۶ تا ۱۹

مندرجہ بالا حوالہ میں آدم اور حوا کے لئے۔ جو سزائیں تجویز کی گئیں ہیں۔ وہ اگر ان کی اولاد کو موروثی گناہ کی وجہ سے ملتی ہیں۔ اور یسوع مسیح نے اسی موروثی گناہ سے بچانے کے لئے اپنی جان دی تھی جیسا کہ عیسائی صاحبان کا عقیدہ ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ مرد اور عورتیں جو "یسوع مسیح" کے کفارہ پر ایمان لائیں۔ اس موروثی گناہ کی سزا سے بچ جائیں۔ لیکن کیا ایسا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ ایک مسیحی صاحب کے ہی الفاظ پیش کرتے ہیں۔ جو لکھتے ہیں۔ کہ

"کفارہ معنی ڈھانکنے کے ہیں۔ یعنی خداوند یسوع مسیح کا کفارہ اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جو موروثی گناہ اور ذاتی گناہ دونوں سے بری و آزاد کرتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے غیر مسیحیوں کو تو درکنار رکھئے۔ مگر خاص کر جب مسیحیوں کے یہاں بچے پیدا ہوتے ہیں تو انہیں درد اور تکلیف کیوں ہوتی ہے"۔

یہ سوال ایک پادری جی پیٹر صاحب نے دوسرے پادری سے۔ ڈبلیو الن صاحب سے ان کے ایک لیکچر کے دوران میں۔ "جو گناہ کے بارے میں" ایک مجمع میں ہو رہا تھا۔ کیا تھا۔ لیکن چونکہ پادری صاحب سے یہ سوال حل نہ ہو سکا۔ اس لئے ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء کے عیسائی اخبار نور افشاں میں حاضرین جلسہ میں سے ایک مسیحی نے اس "التماس" کے ساتھ شائع کرایا ہے۔ کہ

"کوئی صاحب خدا کے جلال کے لئے سوال مذکورہ پر روشنی ڈالیں تاکہ حالات مذکورہ سے واقفیت اور تشفی ہو"۔

لیکن کئی ماہ گذر جانے پر بھی "ناظرین اخبار" میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس سوال کے حل کرنے کی کوشش کرتا۔ اور کوئی کوشش کرتا بھی کس برتے پر۔ جبکہ یہ سوال آج تک نہ کسی سے حل ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کے کفارہ کے عقیدہ کے متعلق خود عیسائی صاحبان کس قدر تسلی اور تشفی رکھتے ہیں۔

جب کئی ماہ کے مسلسل انتظار کے بعد کسی مسیحی فاضل نے اس سوال کے جواب میں لب ہلانے کی کوشش نہ کی۔ تو ایڈیٹر صاحب نورافشاں نے خود ہی اس کے حل کرنے کے لئے قلم اٹھایا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ انھوں نے حل کرنے کی بجائے۔ اسے اور پیچیدہ بنا دیا ہے اور امید نہیں۔ کہ عیسائی معترض صاحب اور ان ایسے دیگر عیسائی اصحاب کی اس سے کچھ تشفی ہو سکے۔

ایڈیٹر صاحب نورافشاں اس سوال کو بخیال خویش حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ۔

"خداوند مسیح کے آنے اور کفارے کے طور پر جان دینے کا منشا یہی تھا۔ کہ وہ لوگ روحانی موت سے چھوٹ کر روحانی زندگی پائیں۔ کفارے کا یہی مقصد تھا" نورافشاں ۱۸ دسمبر ۱۹۱۸ء

کفارے پر ایمان لانے کی یہ غرض ایڈیٹر صاحب نورافشاں کو اس لئے گھڑنی پڑی۔ کہ وہ سزا جو آدم و حوا کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے دی گئی تھی۔ اور جو بقول عیسائی صاحبان تمام بنی آدم کو موروثی گناہ کے باعث مل رہی ہے۔ اس میں کفارے پر ایمان لانے سے ذرا بھی کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جیسی ان مرد اور عورتوں کو ملتی ہے۔ جو کفارے پر ایمان نہیں رکھتے ویسے ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کو ملتی ہے لیکن ایڈیٹر صاحب نورافشاں کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ اعتراضات سے گھبرا کر کفارہ پر ایمان لانے کی کوئی نئی غرض تجویز کر لیں۔ پھر جب کفارے کی بنیاد ہی اس امر پر ہے۔ کہ بنی آدم موروثی اور ذاتی گناہ سے پاک ٹھہریں تو یہ بھی ضروری ہے کہ کفارے پر ایمان لانے والوں کو کم از کم اس موروثی سزا ہی سے نجات مل جائے۔ جو آدم اور حوا کی وراثت سے ان کے حصہ میں آئی ہے۔ یعنی عورت کا دردزہ سے بچہ جننا اور مرد کا پسینہ کی کمائی سے روٹی کمانا کیونکہ جب تک یہ موروثی سزا مرد و عورت سے دور نہ ہو اس وقت تک کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے کی وجہ سے موروثی گناہ معاف ہو سکتا ہے۔

لیکن تعجب ہے کہ ایڈیٹر صاحب نورافشاں نے کفارہ کے اس نتیجہ سے بالکل انکار کرتے ہوئے ایک اور ہی غرض بیان کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ "خداوند مسیح کے آنے اور کفارے کے طور پر جان دینے کا منشا یہی تھا کہ وہ لوگ روحانی موت سے چھوٹ کر روحانی زندگی پائیں"۔ یہ غرض بیان کرنے میں انھوں نے یہ آسانی سمجھی ہوگی۔ کہ جس طرح ان سے دردزہ سے بچنے اور پسینے کی کمائی سے روٹی نہ کھانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کفارہ پر ایمان لا کر روحانی زندگی حاصل کرنیکا ثبوت نہیں مانگا جا سکیگا۔ کیونکہ روحانی زندگی کا ظاہری امور سے تعلق نہیں۔ لیکن انھیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ ان کی یہ بات بھی بالکل کچی ہے۔ اور اس کے متعلق بھی کئی ایک ایسے وزنی سوال پیدا ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی جواب ان سے بن نہیں پڑیگا۔

مثلاً اس پر سب سے پہلا سوال تو یہ ہوتا ہے کہ اگر روحانی زندگی یسوع مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے ہی ملتی ہے۔ تو کیا جب تک یسوع مسیح کا کفارہ نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تک کسی کو روحانی زندگی حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اگر کہا جائے کہ نہیں۔ تو یہ بالبداہت غلط اور کتاب مقدس کے صریح بیانات کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ کہ "نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا۔ اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا"

پیدائش باب ۶۔۹

پھر لکھا ہے:۔

"خداوند نے ابرام کو کہا تھا۔ کہ تو اپنے ملک اور اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے اس ملک میں جو میں تجھے دکھاؤنگا نکل چل۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤنگا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا۔ اور تو ایک برکت ہوگا۔ اور ان کو جو تجھے برکت دیتے ہیں۔ برکت دونگا۔ اور اس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے لعنتی کرونگا۔ اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے۔" پیدائش باب ۱۲۔۱

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کو خدا تعالیٰ نے روحانی زندگی ضرور عطا کی تھی۔

پھر عہد نامہ قدیم میں ہمیشہ کی زندگی۔ یعنی روحانی زندگی حاصل کرنے کا یہ طریق درج ہے کہ

"اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آئے اور میرے سارے کلموں کو حفظ کرے اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً جئیگا۔ وہ نہ مریگا"

حزقی ایل باب ۱۸ آیت ۲۱

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ یسوع مسیح کے کفارہ سے پیشتر بھی لوگوں کے لئے روحانی زندگی حاصل کرنیکا طریق موجود تھا۔ اور لوگ روحانی زندگی حاصل کرتے تھے۔ پس جب کہ پہلے روحانی زندگی اس طرح حاصل ہوتی تھی۔ تو پھر یسوع مسیح کے کفارہ کی کیا ضرورت تھی۔

دوسرے اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ یسوع مسیح کے آنے پر روحانی زندگی حاصل کرنیکا طریق بدل گیا تھا۔ اور وہ ان کے کفارہ پر ایمان لائے بغیر حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ تو سوال ہوتا ہے۔ کہ کیا یسوع مسیح نے کہیں کہا ہے۔ کہ اب روحانی زندگی انھیں لوگوں کو حاصل ہوگی۔ جو میرے کفارہ پر ایمان لائینگے۔ اگر کہا ہو تو پیش کیا جائے۔ لیکن اگر کہیں نہیں کہا اور واقعہ میں نہیں کہا۔ تو کسی کو کیا حق ہے۔ کہ روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانا ضروری قرار دے۔

تیسرے یہ کہ یسوع مسیح نے روحانی زندگی حاصل کرنے کا کوئی طریق بتلایا بھی ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر بتلایا ہے۔ تو کیا۔ اس کے متعلق جب ہم موجودہ اناجیل کو دیکھتے

ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے روحانی زندگی حاصل کرنے کا طریق ایک بار نہیں۔ بلکہ کئی بار بتلایا ہے۔ چنانچہ متی باب ۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ

"ایک شخص نے پاس آکر اس (یسوع مسیح) سے کہا۔ اے استاد میں کونسی نیکی کروں۔ تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے۔ لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر"

اگر یہ حوالہ اتنا ہی ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ ہمیشہ کی زندگی پانے کے لئے۔ جن حکموں پر عمل کرنے کی "تلقین" کی گئی ہے۔ ان میں یسوع مسیح کے کفارے پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ لیکن یسوع مسیح نے خود ہی حکموں کی تشریح کر دی ہے۔ چنانچہ جب سوال کرنے والے نے پوچھا کہ "کونسے حکموں پر" تو

"یسوع نے کہا۔ یہ کہ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ"

ان حکموں میں کہیں بھی کفارے پر ایمان لانے کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یسوع مسیح کے نزدیک ہمیشہ کی زندگی یعنی روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے کفارہ پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ذیل میں ہم چند ایک اور حوالے نقل کر کے بتلاتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کے نزدیک روحانی زندگی کس طرح حاصل ہو سکتی تھی۔

۱۔ یوحنا باب ۵ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں:۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے۔ اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔"

اس میں سزا سے بچنے اور روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے اپنے کفارے پر ایمان لانے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے کلام کے سننے اور بھیجنے والے کا یقین کرنا شرط قرار دیا ہے۔

۲۔ یوحنا باب ۱۷۔ آیت ۳ میں فرماتے ہیں

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"

اس میں بھی کفارہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۳۔ یوحنا باب ۱۱۔ آیت ۲۵ میں فرماتے ہیں

"جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا۔ اور جو کوئی زندہ ہے۔ اور مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ ابد تک کبھی نہ مریگا"

۴۔ متی باب ۱۹۔ آیت ۲۹۔ میں فرماتے ہیں

"جس کسی نے گھروں یا بھائیوں۔ یا بہنوں یا باپ یا ماں۔ یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملیگا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا"

۵۔ متی باب ۷ آیت ۲۱ میں فرماتے ہیں

"جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے"

ان حوالجات میں ہمیشہ کی زندگی سے مراد روحانی زندگی ہے جس سے کوئی مسیحی انکار نہیں کر سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ یسوع مسیح نے روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے کفارہ کا کہیں نام تک نہیں لیا۔ بلکہ نیک عمل کرنے شریعت کے حکموں پر چلنے۔ خدائے واحد اور اپنے پر ایمان لانے۔ اور اپنا کلام سننے۔ اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ دینے والے کو روحانی زندگی پانے والا قرار دیا ہے۔ اگر ان کے آنے اور کفارے کے طور پر جان دینے کا منشاء یہی تھا۔ کہ وہ لوگ روحانی موت سے چھوٹ کر روحانی زندگی پائیں تو چاہئے تھا کہ مذکورہ بالا باتوں کی بجائے یہ کہتے کہ میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ کفارہ کے طور پر جان دیکر تم لوگوں کو روحانی زندگی دلاؤں۔ پس تم روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے میری جان دینے کے منتظر رہو۔ لیکن کیا ایڈیٹر صاحب نور افشاں یسوع مسیح کے کہیں سے اس قسم کے الفاظ دکھا سکتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر انہیں۔ کوئی حق نہیں ہے کہ کفارہ کے عقیدہ کو اور زیادہ پیچیدہ بناتے ہوئے اس پر ایمان لانے کا نتیجہ روحانی زندگی قرار دیں اور یسوع مسیح کے ان تمام ارشادات کو پس پشت ڈال دیں۔ جن میں روحانی زندگی حاصل کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔

امید ہے۔ کہ عیسائی صاحبان بائیبل کے ان حوالجات کو مد نظر رکھ کر جن میں روحانی زندگی حاصل کرنیکا طریق بتایا گیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور افشاں کے اس من گھڑت خیال سے اتفاق نہیں کریں گے۔ کہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور کفارہ کے مسئلہ کے حل کرنیکا مطالبہ جاری رکھیں گے۔

ویدوں کے نامکمل ہونے کے متعلق "آریہ پترکا" کی شہادت

مدار و کسے با تو نا گفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

جب سے غیر اقوام کو اپنے اندر جذب کرنے کا خیال آریوں میں سمایا ہے۔ (اور یہ کوئی نصف صدی کی ہی بات ہے۔ ورنہ ان کے اجداد جو ویدوں کے عالم تھے۔ وہ تو غیروں کے سایہ تک سے بھاگتے تھے) اس وقت سے یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ وید کامل الہامی کتاب ہیں۔ ہم اس دعوے کو مان لیتے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی دلیل بھی ہوتی۔ لیکن افسوس کہ یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ دلیل کوئی نہیں۔ کہنے کو تو آریہ صاحبان کہتے ہیں کہ وید کامل کتاب ہیں۔ اور ان کے بعد کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو مشکلات

پیش آتی ہیں۔ یا ضروریات مجبور کرتی ہیں۔ تو وید کی شرتیوں سے مدد لینے کی بجائے غیر مذاہب کی شرن میں آ جاتے ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر ہم ایک بات پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ بیوہ عورت کی شادی کی وید ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اور نہ صرف وید ہی نہیں دیتا۔ بلکہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب بھی نہیں دیتے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش صفہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں کہ "پنر وواہ (بیوہ کی شادی) یا ایک سے زیادہ بواہ کبھی نہ ہونے چاہئیں گے۔"

مگر آریہ صاحبان بیوہ عورتوں کو گھر میں بٹھا رکھنے کے نقصانات سے مجبور ہو کر ان کی دوسری شادی کرنے پر جس قدر زور دے رہے ہیں وہ ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو آریہ گزٹ کے تازہ پرچہ میں سیوہارہ (بجنور) آریہ سماج کے سابق سکرٹری پنڈت مہاراج سنگھ شرما نے لکھے ہیں۔ اور جو یہ ہیں کہ

"حال ہی میں ایک سناڈھ برہمن دیوی کو قصبہ سیوہارہ کا ایک مسلمان مختار احمد ولد سعید الدین قوم شیخ جو پہلے ڈیرہ دون محکمہ پولیس میں کانسٹبل تھا بھگا کر اپنے ساتھ لایا ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ برہمن بدھوا (بیوہ) ہو گئی تھی۔ اس کے وارثان نے اسکو پنر وواہ سے روکا۔ اور وہ مجبور ہو کر مسلمان کے ساتھ بھاگی۔ یہاں کی سماج نے اسکو شدھ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اب اس برہمنی کو ہندو قوم کے نام سے بھی ایسی نفرت ہو گئی ہے۔ کہ وہ بات تک کرنا پسند نہیں کرتی۔"

اس خبر کو شائع کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے جو الفاظ لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ

"کیا پنر وواہ کے مخالف اس خبر کو پڑھ کر سوچیں گے کہ وہ کس طرح اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا مار کر اپنی دیویوں کو ڈائن بنا رہے ہیں" ۱۹ دسمبر ۱۸ء

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان وید اور پنڈت دیانند کے صاف ارشاد کے خلاف بیوہ عورتوں کی شادی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح اپنے مذہب کے نامکمل ہو چکا اپنے ہاتھوں ثبوت پیش کرتے ہوئے اسلام کی اس صداقت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ فانکحوا الایامی بیوہ عورتوں کی شادی کرو۔

اسی طرح آریہ صاحبان جب اپنی ضروریات سے مجبور ہو کر وید اقدس کے خلاف یا اس میں کوئی بات نہ پا کر اسلام کے کسی حکم کو تسلیم کرتے ہیں اور انہیں اسلام کے مکمل اور ویدک دھرم کے ناقص ہونے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ تو وہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالا - کے مطابق۔ باوجود اس اعتراف کے کہ آریہ سماج میں ایک بھی ویدوں کا ماہر نہیں ویدوں کے گن گانے لگتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ بعض سمجھ سے کام لیکر کھلے طور پر نہیں۔ تو دبے الفاظ میں ویدوں کے نامکمل ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ چند ہی دن ہوئے جب ہم نے آریوں کے مسلمانوں کی طرح ہفتہ میں ایک دن مقرر کرنے پر یہ لکھا تھا کہ

"اگر وید کامل اور الہامی کتاب ہوتے۔ تو وید کے حامیوں کو ہرگز یہ ضرورت پیش نہ آتی۔ کہ وہ مسلمانوں کی تقلید میں اپنی فلاح و بہبود کے لئے کوئی دن مقرر کرنے کی کوشش کرتے۔"

یہ الفاظ نقل کرنے کے بعد آریہ پترکا ہمیں مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ:-

"ان (ویدوں) میں وہ آداب و قواعد آپ کو نہیں مل سکتے۔ جو کسی خاص سوسائٹی کے لئے ضروری ہیں"۔ ۲۸ دسمبر ۱۸ء

معلوم ہوتا ہے "خاص سوسائٹی" "آریہ پترکا" نے "آریہ سماج" کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آریہ صاحبوں نے ہی اپنے لئے دن مقرر کرنے کی تجویز کی تھی اور اسی کے متعلق ہم نے لکھا تھا۔ پس "آریہ پترکا" کے ہم شکر گذار ہیں۔ کہ اس نے یہ لکھ کر کہ ویدوں میں "وہ آداب و قواعد آپ کو نہیں مل سکتے۔ جو کسی خاص سوسائٹی (یعنی آریہ سماج) کے لئے ضروری ہیں" ویدوں کے نامکمل ہونے کی خود شہادت دے دی ہے۔

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ آریہ صاحبان اس شہادت سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور کھلے طور پر اسلام کے مکمل مذہب ہونے کا اعتراف کریں گے۔

بانئ اسلام سب سے پہلے مسلمان تھے

"آریہ پترکا" نے اپنے اسی مضمون کے ضمن میں جس میں اس نے ویدوں کے نامکمل ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ ہم سے یہ سوال کیا ہے۔ کہ کیا بانی اسلام "مسلمان تھے"۔ اور اس کی بنیاد ہمارے مندرجہ ذیل الفاظ پر رکھی ہے۔ کہ۔

"یہ خیال کہ مسلمانوں نے خود دن مقرر کئے ہوئے ہیں۔ غلط ہے۔ اور آریوں کے اس غلطی میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ انھوں نے سمجھا۔ جس طرح ہم اب کوئی دن مقرر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہم سے پہلے مسلمانوں اور عیسائیوں نے کر لئے ہونگے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ مسلمانوں کے جمع ہونے کے لئے جو دن یا اوقات مقرر ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرر کئے ہوئے ہیں"

ہمارے مذکورہ بالا الفاظ کو پڑھ کر کوئی عقلمند وہ سوال نہیں کر سکتا۔ جو آریہ پترکا نے کیا ہے کیونکہ ہم نے اس بات کی تردید کی ہے۔ کہ جس طرح آریہ ہفتہ میں ایک بار جمع ہونے کے لئے خود ایک دن مقرر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں نے خود بخود کوئی دن مقرر نہیں کیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اور بانی اسلام نے مقرر کر دئے ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ آریوں کے مقابلہ میں عام مسلمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ نہ کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ ایسی صورت میں آریہ پترکا کا ہم سے یہ دریافت کرنا۔ کہ کیا بانی اسلام مسلمان نہ تھے" اپنی حد درجہ

کی نادانی اور جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔ اگر وہ اپنے سوال پر ہی غور کرتا تو اسے اپنی لغویت معلوم ہو جاتی۔ کہ بانی اسلام کے متعلق پوچھنا کہ کیا وہ مسلمان تھے کیا مطلب رکھتا ہے جس انسان کے ذریعہ اسلام کی بنیاد پڑی ہو اس کے متعلق کسی صحیح الدماغ انسان کو کبھی یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ سب سے پہلے اور سب سے اعلیٰ اور اکمل مسلمان تھے۔ معلوم ہوتا ہے آریہ بتر کا کو یہ سوال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کہ اسے اپنے ان رشیوں کے متعلق کچھ علم نہیں جن پر وید نازل ہوئے۔ کہ وہ کیسے تھے اور ان کا چال چلن کیسا تھا۔ ان کا مذہب کیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الفضل نے ”صحیح“ لکھا

---

۲۸ دسمبر ۱۹۱۸ء کے الفضل میں ایک معترض کو جواب دیتے ہوئے لکھا گیا تھا۔ کہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے۔ تو مقتدیوں کی نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی کی مزید تشریح کرتے ہوئے۔ ۴ جنوری کے اخبار میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ کہ امام کا وضو ٹوٹنے پر مقتدیوں کی نماز ایسی صورت میں ٹوٹتی ہے۔ کہ امام اپنی بجائے کسی اور کو کھڑا نہ کرے اور اگر کھڑا کر دے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ٹوٹتی امام ہی کی ٹوٹتی ہے۔ اس کے متعلق مجھے ایک مہربان نے تحریری طور پر بتایا کہ الفضل نے یہ مسئلہ بیان کرنے میں ایسی غلطی کھائی ہے۔ جس سے جماعت احمدیہ کے علم اور فقاہت پر حرف آتا ہے چونکہ الفضل کی کسی غلطی کا ازالہ فاروق میں اصلاحی نوٹ شائع کرنے سے نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ خود الفضل کے ہی ذریعہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ آیا الفضل نے اس مسئلہ کے بیان کرنے میں۔ کوئی غلطی کی ہے۔ اور اس کی اصلاح کی اسے ضرورت ہے یا نہیں مندرجہ ذیل عریضہ جناب مولوی فضل الدین صاحب کی خدمت میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم و معظم جناب مولوی فضل الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الفضل مورخہ ۲۸۔ دسمبر ۱۸ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اور اسی کے متعلق تشریحاً ایک نوٹ ۴۔ جنوری ۱۹۱۹ء کے پرچہ کے صفحہ ۱ میں لکھا گیا ہے۔ الفضل کی ان دونوں تحریروں کو پڑھ کر ایک شخص نے جس کو فقیہ ہونے کا دعویٰ ہے مجھے ایک تحریر میں لکھا ہے کہ الفضل میں جو جواب دیا گیا ہے۔ اس میں ایسی غلطی کی گئی ہے۔ جس سے جماعت احمدیہ کے علم اور فقاہت پر حرف آتا ہے۔ الفضل کے دونوں پرچے ارسال خدمت کر کے ملتمس ہوں کہ مضمون محولہ کو مطالعہ فرما کر مطلع فرما دیں کہ آیا الفضل میں کوئی ایسی فروگذاشت ہو گئی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے نیز فاروق مورخہ ۹۔ جنوری ۱۹ء ارسال کرتا ہوں۔ اس کے صفحہ ۷ کو بھی ملاحظہ فرما لیں جس میں ایک نوٹ اسی سلسلہ میں لکھا گیا ہے۔ والسلام

خاکسار غلام نبی۔ ایڈیٹر الفضل

اس کے جواب میں انہوں نے۔ جو کچھ لکھا۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جناب مولوی صاحب موصوف نے مسئلہ پر تحقیقات کے بعد جو روشنی ڈالی ہے۔ امید ہے اس کے بعد کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہیگی۔ اور نہ کوئی الفضل کے بیان کردہ مسئلہ کو جماعت احمدیہ کے علم اور فقاہت پر حرف لانیوالا سمجھیگا۔

جناب مولوی صاحب کا جواب حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ الفضل کے مرسلہ پرچوں کو میں نے پڑھا ہے۔ دونوں پرچوں کے پڑھنے کے بعد میری نظر میں تو کوئی بات قابل اعتراض نظر نہیں آئی۔ فقہ حنفی کی رو سے یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اگر امام کے وضو میں کوئی نقص پیدا ہو جائے۔ اور وہ اپنی بجائے مقتدیوں میں سے کسی اور کو کھڑا کرنے کے بغیر چلا جائے۔ تو مقتدیوں کی نماز کا وہ حصہ جو انہوں نے اس کی اقتدا میں ادا کیا تھا بالکل باطل ہو جائیگا جیسا کہ مبسوط سرخسی جلد ا صفحہ ۱۷۲ میں لکھا ہے۔

”واذا احدث الامام فلم یقدم احدا حتی خرج من المسجد فان صلوٰۃ القوم فاسدۃ لانھم مقتدون فیھا ولم یبق لھم امام فی مکانہ“

یعنی اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے۔ اور وہ کسی دوسرے کو اپنی جگہ کھڑا کرنے کے بغیر مسجد سے چلا جائے تو دوسرے نمازیوں کی نماز چلی جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ نماز میں اقتدا کرنے والے ہیں اور امام جس کی اقتدا کریں موجود نہیں ہے۔“

ایسی صورت میں خود امام کی نماز رہتی ہے یا نہیں؟ اس کی نسبت بھی مبسوط کے اسی حوالہ میں یوں لکھا ہے۔

”وذکر الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ان صلوٰتہ تفسد ایضا لان بعد سبق الحدث کان الاستخلاف لیصیر ھو فی حکم المقتدی بہ کغیرہ فبترک الاستخلاف لما فسدت صلوٰۃ القوم فلان تفسد صلوٰتہ کان اولیٰ“ یعنی بیان کیا طحاوی ؒ نے کہ اس صورت میں امام کی نماز بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ وضو ٹوٹنے کے بعد اپنی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنا سکتا تھا۔ جب نہ بنایا اور اس وجہ سے مقتدیوں کی نماز جاتی رہی۔ تو اس کی نماز بالاولیٰ جاتی رہیگی۔“

دوسری حالت جس میں امام نے وضو ٹوٹنے کے بعد

اپنی بجائے مقتدیوں میں سے کسی دوسرے لائق امامت کو کھڑا کر دیا ہے۔ اس کے متعلق بھی جو جواب آپ نے دیا ہے درست ہے۔ مقتدیوں کی نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ امام کی نماز اس صورت میں جاتی ہے یا نہیں؟ تمام کتب فقہ میں امام شافعی کا مذہب لکھا ہے۔ کہ وضو ٹوٹنے کے بعد جس کا وضو ٹوٹا ہے امام ہو یا مقتدی ہو دوبارہ نماز پڑھے۔ ان کے نزدیک وہاں سے شروع کرنا جہاں چھوڑی تھی جائز نہیں۔ اسی کی **تائید علی بن طلق کی حدیث سے ہوتی ہے** جو یہ ہے۔

"عن علی بن طلق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوٰۃ فلینصرف فلیتوضا ولیعد الصلوٰۃ

یعنی علی ابن طلق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز میں کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کے لئے چلا جائے۔ اور وضو کرکے دوبارہ اپنی نماز کا اعادہ کرے"

ہاں الفضل کے بعد فاروق میں ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر جو یہ شائع ہوا ہے کہ

"وضو ٹوٹنے کے بعد امام دوبارہ وضو کرکے نماز کو وہیں سے شروع کرے۔ جہاں سے اس نے چھوڑی تھی"

میرے نزدیک محدثین کی رائے کے خلاف ہے ور لائق تصحیح ہے۔ اور فقہ حنفی کی رو سے بھی یہی **افضل** ہے کہ ایسی حالت میں نماز کو دوبارہ از سر نو پڑھے۔ فقیہہ صاحب کا افضل کو غلط بتانا ان کی اپنی غلطی ہے۔ ابوداؤد کی شرح **عون المعبود** میں لکھا ہے

(علی بن طلق کی حدیث مذکورہ بالا جس میں بیان ہوا ہے کہ جب نماز میں کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کیلئے چلا جائے۔ اور وضو کرکے اپنی نماز کا پھر اعادہ کرے) اس بات پر دلیل ہے کہ ہوا کا خارج ہونا وضو کو توڑ دیتا ہے اور اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اور نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ دوبارہ وضو کے بعد نماز کو وہاں سے شروع کرے۔ جہاں اس نے چھوڑی تھی اور یہی مذہب امام شافعیؒ کا ہے۔ اور حضرت عائشہ کی حدیث جس میں بیان ہوا ہے۔ کہ وضو ٹوٹنے کے بعد دوبارہ وضو کرکے نماز کو وہاں سے شروع کرے جہاں نماز چھوڑی تھی۔ بمقابلہ علی بن طلق کی حدیث کے مرجوح ہے۔ چنانچہ احمد وغیرہ نے حدیث عائشہ کی تضعیف کی ہے۔ اور علی بن طلق والی حدیث کی تصحیح و تحسین کی ہے۔

عون المعبود کی اصل عبارت یہ ہے۔

فیہ دلیل علی ان الفساء ینقض الوضوء وانہ تبطل بہ الصلوٰۃ ولیجب اعادۃ الصلوٰۃ منہ لا البناء علیہا وھو قول الشافعی ویعارضہ حدیث عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اصابہ قئ او رعاف او قلس او مذی فلینصرف فلیتوضا ثم لیبن علی صلاتہ وھو فی ذلک لا یتکلم اخرجہ ابن ماجہ وضعفہ احمد وغیرہ **قلت** حدیث علی بن طلق لہ **ترجیح** علی حدیث عائشۃ من جہۃ الاسناد لان حدیث علی صححہ احمد وحسنہ الترمذی وحدیث عائشہ لم یقل احد بصحتہ"

غرض الفضل میں جو کچھ شائع ہوا ہے۔ میری تحقیق میں درست ہے۔ اس میں کسی اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ والسلام

خاکسار فضل الدین عفا اللہ عنہ

گیہوں کی قیمت

پنجاب میں گیہوں کی خاص منڈی لائل پور ہے جس میں گیہوں کا نرخ ابھی تک گراں ہے یعنی گیہوں کا بھاؤ چھ روپیہ چھ آنے سے لیکر ۶ روپیہ ۱۲ آنے تک فی من ہے۔ آٹے کے کارخانوں کے لئے اسی قیمت پر گیہوں خریدی جا رہی ہے۔ موسم سرما میں بارش نہ ہونے سے گیہوں کی ایستادہ فصلوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور اسی وجہ سے موجودہ ذخائر گندم منڈی میں نہیں لائے جاتے۔ ناجائز منافع اور سٹہ بازی ابھی تک قطعاً بند نہیں ہوئی۔ اور غرباء میں ناجائز فائدہ اٹھانے والوں کے خلاف بہت سخت ناراضگی پیدا ہو رہی ہے۔ اغلب ہے کہ گورنمنٹ زیر قانون تحفظ ہند اپنے اختیارات پر عمل پیرا ہو اور ناجائز منافعت کے متعلق سٹہ بازوں کی توقعات ناکام رہیں۔ ہندوستان میں اجناس خوردنی کی قلت نہیں ہے۔ اور نہ قحط کا احتمال ہے۔ گو اجناس کی گرانی نے غریب لوگوں کے لئے قحط کی سی حالت بپا کر دی ہے۔ اب انسداد گرانی کے لئے آسٹریلیا سے گندم روانہ ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے کثیر مقدار میں گندم مہیا کی ہے۔ بلکہ اس کے کرایہ میں بھی تخفیف کر دی ہے۔ توقع ہے کہ آسٹریلیا کی گندم کلکتہ میں آٹے کے کارخانوں کے لئے ساڑھے چھ روپے فی من کے حساب سے یعنی لائل پور کے موجودہ نرخ سے کم قیمت پر مہیا کی جائیگی۔ کلکتہ کے نرخ سے اس کا بھاؤ بارہ آنہ فی من کم ہوگا۔ چونکہ لاکھوں من گیہوں آ رہی ہے۔ اس لئے عنقریب اس کے پہنچتے ہی نرخ میں نمایاں فرق پڑ جائیگا۔ نہ صرف پنجاب کی گندم کے لئے کوئی مطالبہ نہیں رہیگا۔ بلکہ اس کی قیمت بھی گر جائیگی۔ اس سے پہلے موقع پر جب آسٹریلیا سے گندم منگائی گئی تھی۔ تو اس کا پہلا جہاز پہنچتے ہی منڈی میں انقلاب پیدا ہو گیا تھا۔ امید ہے کہ عنقریب وہی امید افزا صورت حالات پھر پیدا ہو۔

جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ غالباً آئندہ سال یورپ میں برآمد گندم بالکل بند رہیگی تو ظاہر ہے کہ گیہوں کی موجودہ گرانی دیر تک نہیں رہ سکتی۔

خطبہ جمعہ

خدا کی نعمتوں کی قدر کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۰- جنوری ۱۹۱۹ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے اس قدر حمد کے موقعہ رکھے ہیں کہ جسکی انتہا نہیں انسان پر اللہ تعالیٰ کے اسقدر احسان ہیں کہ درحقیقت ہماری طاقت میں نہیں کہ ہم اسکے احسانات کو گن سکیں اور نہ یہ ہماری طاقت میں ہے۔ کہ ان احسانات کے شکریہ کے لئے کوئی لفظ وضع کر سکیں۔ اور نہ ہماری لغت میں اس کے لئے کوئی لفظ ہے۔ بیشک ہماری لغتوں میں بے شمار الفاظ ملتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے موقعہ پر استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے بے شمار کا بھی ایک شمار ہوتا ہے۔ اور ہمارے بے انتہا کی بھی ایک انتہا ہوتی ہے ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ رنجیت سنگھ نے اپنے دربار میں کہا کہ اسلام پر ہمارے مذہب کی برتری کی یہ دلیل ہے۔ کہ بانی اسلام نے صرف ایک چاند اور ایک سورج بتایا ہے۔ مگر ہمارے گروؤں نے بتایا ہے۔ کہ بیشمار چاند اور بے انت سورج ہیں۔ دربار میں ایک مسلمان وزیر بھی تھا۔ اس نے کہا اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں۔ رنجیت سنگھ نے کہا کہ ہاں اس کی اجازت ہے۔ وزیر نے کہا کہ ایک دربار کو صاف کرنے والے بھنگی کو بلوائیے بھنگی بلوایا گیا۔ وزیر نے اس سے سوال کیا کہ مہاراج کی کتنی فوج ہے۔ بھنگی نے جواب میں کہا۔ جی کوئی انت ہے۔ بھنگی کو واپس کر کے وزیر نے کہا کہ اب ایک فوج کے سپاہی کو بلوائیے۔ سپاہی حاضر ہوا۔ وزیر نے وہی سوال کیا۔ سپاہی نے جواب دیا کہ مہاراج کی فوج میں کروڑوں سپاہی ہیں۔ سپاہی کو بھی واپس کر دیا گیا۔ پھر جرنل صاحب سے یہی سوال دوہرایا۔ جنرل نے کہا حضور سوا لاکھ فوج ہے۔ وزیر نے رنجیت سنگھ سے سوال کیا حضور اب فرمائیں کہ ان تینوں میں سے کون علم والا ہے۔ اس گفتگو سے رنجیت سنگھ خاموش ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر شخص کے نزدیک بے انت اور بے انتہا کی تعریف اس کے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ ایک غریب جس کے پاس دس پندرہ روپیہ ہوں وہ دو تین سو روپیہ والے کو بڑا دولتمند خیال کرے گا۔ اور جس کے پاس دو تین سو روپیہ ہو وہ ہزار دو ہزار والے کو بے انتہا دولتمند خیال کرے گا۔ اور ہزار دو ہزار والا لاکھ دو لاکھ والے۔ اور لاکھ دو لاکھ والا کروڑ دو کروڑ والے کو متمول سمجھیگا۔

پس ہر ایک شخص دوسرے کے متعلق بے انت اور بے انتہا کے الفاظ استعمال کریگا۔ مگر ہر ایک کی جدا جدا انت اور بے انتہا ہوگی۔ جو اس کے علم کے مطابق ہوگی۔

پس ہم یہ تو کہتے ہیں۔ کہ خدا کی حمد کی کچھ انتہا نہیں۔ مگر ہمارا یہ کہنا اس دربار کے صاف کرنے والے کے بے انتہا کہنے کے برابر ہے کیونکہ ہم جس چیز کو اپنے قیاس میں بے انتہا ٹھہراتے ہیں۔ اس کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ پس اس لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں جن سے ہم خدا کے احسانوں کا شکریہ کر سکیں۔ اور ان احسانوں کو شمار کر سکیں مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ان احسانوں کا شکریہ کرنا تو بجائے خود رہا اُلٹی ان کی ناشکری کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کو حمد سے شروع کیا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی پر ختم کیا ہے۔ سورہ فاتحہ کی ابتدا بسم اللہ سے سمجھو۔ یا الحمد للہ سے بہر حال دونوں جگہ برکت اور حمد سے شروع ہوتی ہے۔ اور ختم ہوتی ہے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر اس میں یہ بتایا کہ بہت لوگ احسانوں کی حمد نہ کر کے مغضوب اور ضال ہو جاتے ہیں۔ جب ان کو نعمت دی جاتی ہے تو اس وقت اس کی قدر نہیں کرتے بلکہ اس کی قدر کرنے کا خیال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ نعمت چلی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ کے فضل اور احسان کے ماتحت خلافت کا سلسلہ جاری ہوا۔ جب تک مسلمانوں نے اس کی قدر کی۔ وہ ہر طرح کی برکات سے مالا مال کئے گئے۔ اگرچہ اس وقت عرب کو غیر سلطنتیں نہایت ہی ذلیل خیال کرتی تھیں۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے ایران پر حملہ کیا تو شاہ ایران نے کہا کہ فی سپاہی ایک ایک اشرفی اور ہر افسر کو پانچ پانچ اشرفی دیدی جائینگی اگر تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایرانیوں کی نظر میں عربوں کی کیسی ذلیل حالت تھی۔ یہ ایسی ادنیٰ بات ہے۔ کہ سرحدی لوگ جب فتنہ کرنے پر آتے ہیں۔ تو گورنمنٹ انگریزی کو اگر صلح سے ان کو دبانا منظور ہوتا ہے۔ تو وہ بھی اس سے زیادہ ہی تجویز کرتی ہے۔ لیکن اگر صلح کی بجائے جنگ کے ذریعہ ان کی گوشمالی مدنظر ہوتی ہے۔ تو جنگ کرتی ہے اور اس پر بہت خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر ایرانیوں کی نظر میں عربوں کی اتنی بھی وقعت نہ تھی جتنی کہ سرحدی فتنہ انگیزوں کی۔ انگریزوں کی نظر میں ہوتی ہے۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ وہ جنہیں ذلیل خیال کرتے تھے۔ انھوں نے بادشاہوں کے تختوں کو اُلٹ دیا۔

یہ حالت مسلمانوں کی کب تک رہی اُس وقت تک جب تک انھوں نے خدا کے اس انعام کی قدر کی جو خلافت کے رنگ میں ان پر کیا گیا تھا۔ مگر جب وہ مال و دولت کے گھمنڈ میں آ گئے اور اس نعمت کو حقیر خیال کرنے لگے تو حضرت عثمانؓ کو قتل کیا حضرت

عثمان نے تو ان فتنہ انگیزوں کے مقابلہ میں ہاتھ نہ اُٹھایا۔ مگر اتنا ضرور فرمایا۔ کہ دیکھو تم مجھ کو قتل تو کرتے ہو لیکن یاد رکھو کہ میرے قتل کے بعد مسلمانوں میں ایسا نفاق پیدا ہوگا۔ کہ قیامت تک مسلمان جمع نہیں ہو سکیں گے۔ حضرت عثمان شہید ہو گئے مگر مسلمانوں میں وہ نا اتفاقی پھیلی کہ جس کا سلسلہ نا منقطع ہو گیا۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے۔ اور پھر ایک جماعت قائم ہوئی۔ مسلمانوں میں ہر روز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے جس سے مسلمانوں کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور آج وہ اپنی آنکھوں میں آپ ہی ذلیل ہو گئے ہیں۔ اور ان کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر کسی مسلمان کو نوکری کی ضرورت پڑے۔ تو بجائے مسلمان نوکر رکھنے کے ہندو کو پسند کرتا ہے۔ غیر کی نظر میں انسان ذلیل ہو تو خیر۔ مگر اپنوں کی نظر میں ذلیل ہونا حد درجہ کی ذلت ہے۔

ان لوگوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا رسول ملا اور قرآن جیسی کتاب ملی۔ مگر انہوں نے بے قدری کی۔ رسول کریم پر مسیح کو فوقیت دی اور کہا کہ وہ فوت ہو گئے۔ اور قبر میں ہیں۔ مگر مسیح زندہ خدا کے پاس بیٹھے ہیں۔ پھر کہا مسیح نہ صرف یہ کہ خود مردہ نہیں۔ بلکہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے نبی کریم کے فیضان کو انھوں نے بند کر دیا۔ اور آپ کی بادشاہت کو تسلیم نہ کیا۔ لیکن مسیح کے متعلق کہا یہ رکھا کہ وہ آئیگا۔ اور امت محمدیہ کی اصلاح کرے گا۔ پس مسلمانوں نے حضرت نبی کریم کی بادشاہت کو پسند نہ کیا۔ اور مسیح کی حکومت کو پسند کیا۔ اس لئے ان پر عیسائی بادشاہ مسلط کئے گئے۔ اور مسلمانوں کی سلطنتیں ایک ایک کر کے مٹا دی گئیں۔ یہ سزا ہے ان کو جو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک روا رکھی پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ منہ سے بات تو نکل جاتی ہے۔ مگر جب اس کے نتائج نکلتے ہیں۔ تو پتہ لگتا ہے۔ تم لوگ خدا کی نعمتوں اور احسانوں کی قدر اور ان کا شکر کرو۔ اور یاد رکھو کہ جنھوں نے خدا کی نعمتوں کا شکر نہ کیا وہ ہلاک کئے گئے۔ آج تم کو جو نعمت دی گئی ہے۔ یا آئندہ ملے اس کا شکر کرنا تمہارا فرض ہے۔ کیونکہ وہ خدا آج بھی موجود ہے خدا کے انعام کو چھوٹا اور ذلیل نہ سمجھو۔ کیونکہ خدا کی نعمتوں کو ذلیل سمجھنے سے انسان چوڑھوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور تمھیں بھی اس بات کے سمجھنے کی توفیق دے۔

تحقیق قوم یاجوج ماجوج

نواب صدیق حسن خان صاحب نے کتاب حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ ان کے نسب کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اول یہ کہ بنی آدم ہیں۔ اولاد یافث بن نوح سے اور وہب وغیرہ کے ہاں یہی قول معتبر ہے۔ اور متاخرین میں سے بھی بہتوں نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ترک ہیں۔ یہ ضحاک کا قول ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ یاجوج ترک ہیں۔ اور ماجوج دیلم سے ہیں۔ حجج الکرامہ کی اصل عبارت یہ ہے:-

"در بیان نسب ایشاں و دران اقوال است یکے آنکہ بنی آدم اند از اولاد یافث بن نوح و وہب وغیرہ بہمیں جزم کردہ اند و بسیارے از متاخرین بداں اعتماد نمودہ دیگر آنکہ ترک ہستند قالہ الضحاک و بعضے گفتہ اند کہ یاجوج از ترک اند و ماجوج از دیلم صفحہ ۳۵ ہ۔

پھر ان کی تعداد کے متعلق نواب صاحب نے لکھا ہے۔

"ابن ابی حاتم از عبداللہ بن عمر روایت کردہ کہ گفت الجن والانس عشرۃ اجزاء فتسعۃ اجزاء یاجوج و ماجوج و جزء سائر الناس یعنی جن وانس دہ جزء اند نہ جزء از انجملہ یاجوج و ماجوج اند و یک جزء باقی مردم حجج الکرامہ صفحہ ۳۶ ہ

یعنی ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا تمام جن و انسان دس حصوں پر منقسم ہیں۔ جن میں سے نو حصے یاجوج و ماجوج ہیں۔ اور ایک حصہ باقی لوگ۔

تفسیر مدارک میں ہے وهما قبیلتان من جنس الانس یقال الناس عشرة اجزاء تسعة منها یاجوج ماجوج۔ دیکھو تفسیر مدارک مطبوعہ مصر ۱۲۷۹ھ زیر آیہ اذا فتحت یاجوج و ماجوج یعنی یہ دو قبیلوں کے نام ہیں۔ جو نوع انسان سے ہیں۔ اور مشہور ہے کہ تمام انسان دس حصوں پر منقسم ہیں جن میں نو حصے یاجوج و ماجوج ہیں پھر نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ

"و ہم حاکم و ابن ابی حاتم بطریق ابن الجوزی از ابن عباس آوردہ کہ یاجوج و ماجوج یک یک شبر و دو دو شبر اند و اطول ایشاں سہ شبر باشد و جنہ نظر و از قتادہ آمدہ کہ ایشاں بست و دو قبیلہ اند ذوالقرنین بر بست و یک قبیلہ بنائے سد کردہ و یک قبیلہ از ایشاں غائب بود و بہ غزو رفتہ و ہم الاتراک پس باقی ماندند ترک از احاطہ سد اخرجہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ از طریق سدی روایت کردہ کہ گفت ترک سریہ از سرایائے یاجوج و ماجوج اند غائب بودند کہ ذوالقرنین آمدہ سد بست و ایشاں خارج ماندند حجج الکرامہ صفحہ ۳۵ ہ

یعنی حاکم اور ابن ابی حاتم نے ابن جوزی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ یاجوج ماجوج ایک ایک بالشت اور دو دو بالشت بھر لمبے قد کے ہوتے ہیں۔ اور جو زیادہ لمبے ہوتے ہیں ان کا قد تین بالشت ہوتا ہے۔ لیکن اس روایت میں نقص ہے اور قتادہ سے مروی ہے۔ کہ یہ بائیس قبیلے رکھتے

ہیں۔ اور ذوالقرنین نے انہیں قبیلوں پر سد سکندری کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور ایک قبیلہ اس وقت غائب تھا اور جنگ پر گیا ہوا تھا اور وہ ترکوں کا قبیلہ تھا۔ پس ترک اس دیوار کے احاطہ سے باہر رہ گئے۔ روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ نے۔ سدی سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے کہ ترک یاجوج و ماجوج کے ایک لشکر سے ایک جماعت ہے۔ جب سکندر نے ایک دیوار بنائی تو وہ غائب تھے۔ اور وہ اس سے باہر رہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ یاجوج و ماجوج کوئی خاص قسم کی عجیب المخلوق نوع ہے اور گویا کہ ان کا بابا آدم ہی اور ہے لیکن جیسے کہ روایت اول مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ یاجوج و ماجوج بنی آدم اور آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آدم علیہ السلام ایک دفعہ سو رہے تھے۔ ان کو احتلام ہو گیا۔ اور اس سے یہ قوم پیدا ہو گئی اور دوسرے بنی آدم کی طرح حوا کے شکم سے نہیں پیدا ہوئے لیکن حجج الکرامہ میں روایت مندرجہ بالا کے اندر ہی۔ اس قول کی صریحاً تردید کر دی گئی ہے۔

پھر دیکھیئے کہ وہ اس قدر کثیر التعداد ہیں کہ ایک روایت کے رو سے جن و انس کے ۹/۱۰ ہیں اور بروایت مندرجہ تفسیر مدارک صرف نوع انسان میں سے ۹/۱۰ ہیں اور باقی تمام مخلوق صرف دسواں حصہ ہے۔

کیا یہاں پر یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ کیا وجہ ہے کہ جو مخلوق کا حصہ اس قدر قلیل ہے وہ ربع مسکون کے خواہ کسی حصہ میں آباد ہے اور چاہے وہ مغربی دنیا کے باشندے ہوں۔ چاہے مشرقی دنیا کے۔ چاہے شمالی ممالک کے ہوں چاہے جنوبی ممالک کے گورے رنگ کے ہوں یا سیاہ فام حبشی۔ چاہے عیسائی ہوں یا موسائی۔ مسلمان ہوں یا کافر۔ عموماً قد و قامت و شکل و شباہت اور اعضائے جسمانی میں یکساں ہیں۔ اگر کچھ تفاوت ہے بھی تو معمولی۔ لیکن کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ جو مخلوق ۹/۱۰ تمام نوع انسان کی ہے۔ وہ اب تک ہماری نظروں سے پنہاں ہے۔ گویا اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ صرف عنقا کی طرح اس کا نام ہی نام ہے۔ اور جیسے روایات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے یاجوج و ماجوج ترکوں کے بھائی ہیں۔ اور انہیں کی جنس سے ہیں۔ تو یہ سمجھداروں کے واسطے کافی ثبوت ہے اس بات کا کہ یاجوج و ماجوج قد و قامت و شکل و شباہت میں بھی ترکوں سے زیادہ مشابہ ہونگے۔ اور جو دیوار اس قوم کے تاخت و تاراج کے روکنے کے واسطے بنائی گئی تھی وہ بھی ترکوں کے ملک کی سرحد پر ہوگی۔

ان سب واقعات سے۔ جو اسلامی روایات سے اقتباس کئے گئے ہیں بآسانی پتہ چل سکتا ہے کہ قوم یاجوج و ماجوج ہماری طرح اور ہمارے ہی قد و قامت کے لوگ ہیں۔ نہ کہ کوئی عجیب الخلقت نوع جیسے کہ عام لوگ خیال کرتے ہیں اور موجودہ عالمگیر جنگ جو یورپین اقوام میں ہوئی ہے اور جس میں ترک بھی شامل ہیں۔ ہم احمدی لوگوں کا اسے جنگ یاجوج و ماجوج سے تعبیر کرنا ارباب بصیرت کے لیئے خاص طور پر قابل غور تھا جس سے حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی پیشگوئی تیرہ سو برس کے بعد نمایاں طور پر سچی ثابت ہو گئی

اللھم صل علی محمد و علی خلفائہ الی یوم الدین۔

کیا ہمارے مخالف مولوی صاحبان بھی اس کی تصدیق فرمائیں گے یا نہیں؟

خادم حسین۔

خط و کتابت کے لیئے چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے (مینیجر)

قابل توجہ سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ جماعت کی دینی ترقی کے ساتھ ہی اس کی دنیاوی ترقی کا بھی پورا پورا خیال رکھا جاوے اور اس غرض کو پورا کرنے کے لیئے آپنے جدید انتظام کے ماتحت ایک محکمہ امور عامہ بھی رکھا ہے۔ جس کا فرض ہے کہ وہ جماعت کے تمام افراد کی تعلیمی۔ مالی۔ قومی حالت کا پورا پورا علم حاصل کرے اور ساتھ ہی گورنمنٹ کے مختلف محکموں سے آگاہی حاصل کر کے اس بات کا خیال رکھے کہ ان محکموں میں کون کون سی جگہ خالی ہے۔ یا ہوگی۔ اور پھر اپنی جماعت میں سے۔ جو کسی جگہ کے مناسب ہو۔ اسکو اس سے اطلاع دیے تاکہ وہ وہاں درخواست کر سکے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ناواقفیت کی وجہ سے اپنی معاش کی تلاش میں بہت سا وقت صرف کر دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کو ملازمت نہیں ملتی۔ اور اگر ملے بھی تو وہ بھی ان کی قابلیت اور لیاقت کے بموجب نہیں۔ بحیثیت کی اس لیئے میں اس امر کی تکلیف دیتا ہوں کہ آپ اپنی جماعت کے افراد کی ایک ایسی فہرست تیار کریں جس میں ہر ایک کا پیشہ اور اس کی علمی لیاقت (یعنی کہاں تک اس نے تعلیم پائی ہوئی ہے) اور موجودہ آمدنی اور قوم وغیرہ درج ہو اور ساتھ ہی اگر جناب کو علم ہو تو گورنمنٹ کے محکموں اور ان کے سفید عہدوں کے متعلق جو خالی ہوں یا خالی ہونے والے ہوں ان سے بھی مطلع فرما کر مشکور فرماویں امید ہے کہ جناب اس کام کو پوری کوشش کے ساتھ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے سرانجام دیکر عنداللہ ماجور ہونگے۔ والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد ناظر امور عامہ قادیان

یورپ کی خبریں

کانفرنس صلح - لندن ۱۰ جنوری سرکاری طورسے اس کا اعلان کیا گیاہے - کہ مسٹر لائیڈ جارج اور مسٹر لوئیز لائیڈ وزیر اعظم کناڈا - آسٹریلیا - جنوبی - افریقہ اور نیوفاؤنڈلینڈ - اور مہاراجہ صاحب بیکانیر کے کل سویرے پیرس کو اتحادی ایسوسی ایٹڈ گورنمنٹوں کے سرگروہ سے بہاریات کے متعلق گفتگو کرنے کی غرض سے روانہ ہونگے -

التوائے جنگ کی میعاد میں توسیع لندن ۱۱ جنوری - امارت بحری ناقل ہے کہ وائس ایڈمرل برڈننگ ایڈمرل دیمس کی جگہ التوائے جنگ کی میعاد میں توسیع کی گفتگو میں شریک ہونگے -

دوران جنگ میں ہوائی حملوں سے نقصانات

لندن ۱۰ جنوری - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ دوران جنگ میں برطانیہ کلاں پر ۵۲ حملے ہوائی جہازوں سے ہوئے - جس میں ۸۹۴ سویلین اور ۸۰ ملازم پیشہ اشخاص مجروح ہوئے اور ۵۱ حملے آلات ہوائی سے ہوئے جس میں ۲۱۹ سویلین اور ۳۳۰ ملازم پیشہ اشخاص ہلاک اور ۶۲۵ سویلین اور ۴۳ ملازم اشخاص مجروح ہوئے ۱۲ مرتبہ جنگی جہازوں سے گولہ باری ہوئی - جس میں ۱۴۳ سویلین اور ۴۱ ملازم پیشہ اشخاص ہلاک اور ۶۰۴ سویلین اور ۳۰ ملازم پیشہ اشخاص مجروح

غنیم قوم کے نظر بندوں کی واپسی لندن ۱۰ جنوری - سرکاری طور سے اعلان کیا گیا ہے کہ دسمبر میں ۶۳۰ غنیم قوم کے نظر بند واپس کر دیئے گئے - وہ یا تو بیکار رہتے - یا ضعیف العمر اشخاص تھے فوجی حکام نے اب اس کا فیصلہ کر لیا ہے کہ دشمن کے سویلین کو اب مزید مدت کے لئے روک کر رکھنا ضروری نہیں ہے - بریں وجہ انکی واپسی ۶ جنوری کو شروع ہوئی - اور ۷۰۵ اشخاص جرمنی روانہ ہوئے -

معزول قیصر پر کامیاب عمل جراحی امسٹرڈم ۵ جنوری - معزول قیصر کے کان میں کامیاب عمل جراحی کیا گیا -

انگلستان کی جدید وزارت لندن ۱۰ جنوری - معین طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ مسٹر لائیڈ جارج کی وزارت میں حسب ذیل اراکین ہونگے - وزیر اعظم اور اول رئیس خزانہ لائیڈ جارج - لارڈ پریوی سیل اور لیڈر دار العوام - بونر لار لارڈ پریذیڈنٹ کونسل اور لیڈر دار الامرا - وائیکاونٹ کرزن - وزراء بلا قلمدان وزارت مسٹر بارنس اور سر ایرک گڈیز - لارڈ چانسلر سر الیف - ای - اسمتھ وزیر داخلیہ سر ہامر گرین وڈ وزیر خارجہ - بالفور پارلیمنٹری وزیر خارجیہ سیسل ہارمزورس - وزیر محکمہ جنگی و ہوائی - ونسٹن چرچل نائب وزیر جنگ وائیکاونٹ پیل - محکمہ جنگی کے وزیر مال - ایچ ڈبلیو فارسٹر نائب وزیر ہوائی - میجر جرنیل سیلی جو ہوائی کونسل کے نائب صدر مقرر کئے جائیں گے - اور اس کی صدارت کرینگے - وزیر نو آبادیات - لارڈ ملنر نائب پارلیمنٹری وزیر نو آبادیات - کرنیل امیری وزیر ہند - مسٹر مانٹیگو - نائب وزیر ہند - سر ایس پی سنہا - امیر اول وزیر بحری مسٹر والٹر لانگ پارلیمنٹری وزیر بحری - مسٹر میکینا - پریذیڈنٹ بورڈ آف ٹریڈ - سر البرٹ اسٹینلی پارلیمنٹری نائب وزیر تجارت ڈبلیو ای - برجین - صدر محکمہ ماوراء البحر ترقی تجارت اور معلومات - مسٹر اسٹیل میلانڈ جو زائد نائب وزیر خارجیہ اور زائد وزیر بورڈ آف ٹریڈ بھی مقرر ہونگے پریذیڈنٹ لوکل گورنمنٹ بورڈ اور وزیر لوکل گورنمنٹ بورڈ - مسٹر اسٹیفن وانش پریذیڈنٹ بورڈ یا زراعت - مسٹر پروتھرو پارلیمنٹری وزیر زراعت سر گریفتہ باسکوین - پریذیڈنٹ بورڈ تعلیم - مسٹر فشر پارلیمنٹری وزیر تعلیم - مسٹر ہربرٹ لیوس وزیر بہم رسانی مسٹر اینڈریو ویر جوائنٹ وزراء بہم رسانی مسٹر کالاوے - اور میجر بیرڈ - تنظم خوراک - مسٹر جی - ایچ رابرٹس وزیر جہاز سازی - سر جوزف میکلے پارلیمنٹری وزیر جہاز سازی - مسٹر ڈی ولسن وزیر مزدوری - سر آر - ایس ہارن پارلیمنٹری وزیر مزدوری - مسٹر وارڈل وزیر پنشن - مسٹر وٹنگٹن ریوانس پارلیمنٹری وزیر پنشن - کرنیل کرگیگ وزیر قومی سروس اور انتظامات جدید - سر آکلینڈ گڈیز پارلیمنٹری وزیر قومی سروس - مسٹر سیسل بک - چانسلر ڈچی آف لنکاسٹر - ارل کرافورڈ اول کمشنر تعمیرات - مسٹر الفریڈ موڈ - اٹارنی جنرل - گارڈن ہیوارٹ - سالیسٹر جنرل - سر ارنسٹ پولاک - پوسٹ ماسٹر جنرل - مسٹر منگور تھ اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر جنرل مسٹر پائک ریس پے ماسٹر جنرل - مسٹر کا ٹرن الحیٹ وزیر خزانہ مسٹر آسٹن چیمبرلین جوائنٹ وزراء کے پارلیمنٹری لارڈ اڈمنڈ ٹالبو اور کپتان گیسٹ لارڈ کمشنران - جے الیف ہوپ - جے ڈبلیو پریٹ جی پارکر موئن جونس وزیر اسکاٹلینڈ - مسٹر منرو سالسٹر جنرل اسکاٹلینڈ ٹی - بی - مارمین لارڈ لفٹننٹ آئرلینڈ - لارڈ فرنچ لارڈ چانسلر - سر جے کیمبل - چیف سکرٹری آئرلینڈ ایان مکفرسن - لارڈ چیمبرلین - وائیکاونٹ سینڈہرسٹ

ہندوستان کی خبریں

سر ایس پی سنہا نائب وزیر ہند ولایت کی خبر ہے کہ سر ایس پی - سنہا جدید وزارت میں نائب وزیر ہند کے عہدہ پر ممتاز کئے گئے ہیں اور سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے - کہ انھیں لارڈ کا اعزاز عطا کیا جائیگا -

ہندوستان میں ایک ایرانی شہزادہ - ایران کے شہزادہ مرزا محمد علی آجکل کلکتہ میں مقیم ہیں اور تجارتی حالات کا اس غرض سے معائنہ کر رہے ہیں کہ ہندوستان اور ایران کے درمیان تجارت کو ترقی دیجائے - ایران میں چائے کی کاشت کے متعلق وہ مقامی ماہرین فن کی صلاح و مشورہ کر رہے ہیں - شہزادہ ممدوح عنقریب کلکتہ سے دہلی تشریف لیجا ئینگے -

شیعوں کی ایک کتاب کی ضبطی اخبار اتحاد امروہہ کے شیعہ اڈیٹر مجاہد حسین نے ایک کتاب بنام "جوارش مالیخولیا" لکھی اور دہلی میں چھپوائی تھی جس میں حضرت فاروق اعظم اور عائشہ صدیقہ کے متعلق نہایت مکروہ اور گندے الفاظ